اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / دسواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

جلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 27 / دسمبر 2024ء بمطابق ۲۴ / جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	23
4	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	32
5		33
6		33

جلد 10 ☆☆☆ شمارہ 02

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعة المبارک مورخہ 27 / دسمبر 2024 ء بمطابق ۲۴ / جمادی الثانی ۱۴۴۶ ھ ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ط اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُکُمۡ بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَهُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمۡ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَزۡنًا ﴿۱۰۵﴾

﴿پارہ نمبر ۱۶ سُوۡرَةُ الکهف آیات نمبر ۱۰۲ تا ۱۰۵﴾

ترجمہ: اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی۔ تُو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت۔ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام۔ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رَب کی نشانیوں سے اور اُسکے ملنے سے سو برباد گیا اُنکا کیا ہوا پھر نہ کھڑی کریں گے ہم اُنکے واسطے قیامت کے دن تول۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ ۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔گیلو صاحب! آپ کچھ کہیں گے، mic on کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو(وزیر مال): آج محترمہ بے نظیر شہید کی شہادت کا دن ہے مَیں آپ سے درخواست کرتا ہوں اُن کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سنجے کمار(پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی اُمور): جناب اسپیکر صاحب! مَیں محترمہ بے نظیر بھٹو کی یاد میں دو الفاظ کہنا چاہتا ہوں، اگر آپ کی اجازت ہوتو؟

جناب اسپیکر: چونکہ آج شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی سترا ہویں برسی منائی جارہی ہے۔اور آج کی کارروائی سے جتنے بھی questions related ہیں وہ ہمارے کیبنٹ کے ممبر حضرات کے ساتھ ہیں، چونکہ آج انکی اکثریت یہاں موجود نہیں ہے۔لہٰذا آج کی تمام کارروائی بروز جمعرات مورخہ 2 جنوری 2025ء کیلئے ڈیفر کی جاتی ہے۔اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 30۔۔۔(مداخلت)۔جی؟ جی زاہد صاحب۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! خیر آج اسمبلی wind up آپ کر رہے ہیں۔جناب اسپیکر صاحب! بات کرنے کا آپ ہمیں موقع دیں۔جناب اسپیکر صاحب! پہلے بھی اجلاس میں ہم لوگوں نے بات کی لیویز کے حوالے سے۔جناب اسپیکر صاحب! یہ آپ کا ڈسٹرکٹ یا کسی اور کے ڈسٹرکٹ خدارا! لیویز کے ایریا کو بھی پولیس میں ضمن نہیں کریں۔ہمارے پچھلے جس سی ایم نے کیا ہے پانچ ڈسٹرکٹوں کو اِن لوگوں نے B-area میں convert کیا ہوا ہے۔ آپ کا گوادر، آپ کا لسبیلہ، یہ تین چار اور ڈسٹرکٹس ہیں۔میں کہتا ہوں آپ پہلے اُن لوگوں کی کارکردگی دیکھ لیں جو B-area میں convert کیا ہوا ہے اُس میں کیا فائدہ ہمیں ملا؟ پانچ ڈسٹرکٹس آپ نے گوادر میں، گوادر میں وہی ابھی تک لاشیں پڑ رہی ہیں law of order کے مسئلے ہو رہے ہیں۔مگر ابھی تک کوئی میرے خیال سے ایسی حکمت عملی پیدا نہیں ہوئی ہے کہ ہم کہیں کہ اس فورس سے ہمیں ان ڈسٹرکٹس کو یہ فائدہ ہو گیا۔ابھی ہم پورے بلوچستان میں لیویز فورس کو ختم کر کے پولیس کے حوالے کریں گے۔ہمیں کارکردگی دکھا دیں اگر اسمبلی کو بائی پاس کرنا چاہتے ہیں اور اسمبلی کے جو نمائندے بیٹھے ہیں جتنے نمائندے عوام سے ووٹ لے کے آئے ہیں، اِس وقت ان کو بائی پاس کرنا چاہتے ہیں۔سمری اپنے طریقے سے move سے کر رہے ہیں۔ہم اسمبلی کے جتنے ممبرز ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہم قطعاً اس کی اجازت نہیں دے دیں گے۔آپ مہربانی کریں جناب اسپیکر صاحب! رولنگ دے دیں چیف سیکرٹری کو بلائیں۔ ہمارے جتنے آل پارٹیز کے ممبرز ہیں ان کو بلائیں کہ یہ کیا وجہ ہے آپ پانچ ڈسٹرکٹس، پنجگور، چمن اور میرا خیال سے پشین

اور تین چار اور ڈسٹرکٹس ہیں اور آواران ہے، اِن کو convert کر رہے ہیں پولیس کے ایریا میں۔ جناب اسپیکر! آپ اس میں دلچسپی لے لیں۔ آپ اس میں دیکھ لیں یہ خدانخواستہ اس طرح جو رویہ ہو رہا ہے بلوچستان میں، عوام کو بائی پاس کر رہے ہیں یہ ہم سب کا نقصان ہے جناب اسپیکر صاحب۔ ایک فورس کو آپ ختم کر رہے ہیں۔ ایک فورس کے لئے سالانہ اربوں روپیہ آ رہے ہیں آپ اسکو demolish کر رہے ہیں اس کو پھینک رہے ہیں پھر وجہ کیا تھی تیس چالیس سالوں میں آپ نے یہ فورس لیویز کیوں بنائی؟ لاکھوں کروڑوں روپے آپ نے خرچ کیے۔ اب ایک چیز کو اب آپ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کون سا آئین کون سا رول میں لکھا ہوا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! ایک بہت اہم مسئلہ ہے آپ اس پر رولنگ دے دیں Tuesday, Monday کو چیف سیکرٹری کو بلائیں۔ اور آل پارٹیز کے ممبران کو بلائیں۔ وہ اس میں بیٹھیں، تجویز لے لیں، رائے دیں اکثریت میں دیکھ لیں کہ پولیس کا یہ فائدہ ہے لیویز کا فائدہ یہ ہے پھر اس کے بعد آپ آگے چلیں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ اصغر ترین صاحب۔ آپ بھی اسی موضوع پر بولنا چاہتے ہیں؟ جی۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! جیسے ہمارے ساتھی ریکی صاحب نے لیویز کی اے ایریا اور بی ایریا کی بات کی ہے بالکل بجائے فرمایا اِنہوں نے کہ بی ایریا کو اے ایریا میں ضم کیا جا رہا ہے۔ اول تو یہ دیکھا جائے جس ضلع کو، previous government نے بی ایریا کو اے ایریا میں convert کیا ہے اُس کے نتائج کیا نکلے ہیں اس کا رزلٹ کیا ہے فوائد کیا ہیں۔ دوسری بات یہ کہ آپ حکومت اتنا بڑا step اٹھانے جا رہی ہے۔ اتنا بڑا اقدام کیا جا رہا ہے تو چاہیے یہ تھا کہ آپ تمام ممبران کو تمام سیاسی پارٹیوں کو on-board لیتی۔ ان کو on-board لے۔ اور ان کو in-session camera briefing دے دیں کہ بی ایریا کو اے ایریا میں convert کرنے کا فائدہ کیا ہوگا، نقصان کیا ہوگا پہلے تو ہمیں اعتماد میں لیا جائے ناں اب بند کمرے میں فیصلہ کرنا بی ایریا کو اے ایریا میں convert کرنا یہ میرے خیال سے کاغذوں کی حد تک تو ٹھیک ہوگا۔ لیکن ground پر implementation کرنا اُس کے اثرات بہت خطرناک ہوں گے جناب اسپیکر صاحب۔ لہٰذا گزارش یہ ہے ایک تو حکومت ہمیں اس کا جواب دے دے۔ یہ ہماری تقاریر، اِس کو ایک ڈیبیٹ کی حد تک ایک تقریر کی حد تک نہ چھوڑے کہ زاہد صاحب نے تقریر کر لی۔ اصغر نے تقریر کر لی یا کسی اور نے کر لی۔ تقریر کی حد تک نہ چھوڑے حکومتی وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر فنانس صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی اور ساتھی بتائیں کہ آیا آپ کا کوئی منصوبہ ہے آپ یہ کرنے جا رہے ہیں۔ اگر کرنے جا رہے ہیں تو ہمیں کیسے مطمئن کریں گے؟

جناب اسپیکر: اصغر صاحب! مَیں آپ سے گزارش کر دوں دیکھیں آپ اپنی بے بسی کا اظہار نہ کریں۔ میری نظر میں

یہ صوابدید آپ کا ہے، اِس ہاؤس کا ہے، اس فلور کا ہے۔ آپ یہ ہاؤس، یہ ہاؤس، ہاؤس (ڈیسک بجائے گئے) یہ ہاؤس جو فیصلہ کرے گا اُسی کے مطابق عملدرآمد ہوگا۔

جناب اصغر علی ترین: بالکل جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں یہاں اسمبلی میں حکومتی ارکان right پر بھی بیٹھے ہوں گے۔ اور اپوزیشن ارکان left پر بیٹھے ہوں گے۔ یہاں بالکل ایک رائے کا احترام ہوتا ہے۔ دیکھیں جناب اسپیکر! ہم یہ الفاظ حکومت کے منہ سے بھی سُننا چاہتے ہیں۔ اُن سے بھی جاننا چاہتا ہوں کہ آیا یہ اِن کی مخالفت کرے گی یا حمایت کرے گی۔ سمری move ہوگئی ہے فائنل اسٹیج تک پہنچ گئی ہے۔ جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ رولنگ دے دیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے پوائنٹ آپ کا آن ریکارڈ آ گیا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ آپ رولنگ دے دیں آپ چیف سیکرٹری صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب کو بھی بلائیں اور تمام سیاسی پارٹیوں کو بلائیں، اِس کو سنجیدہ طریقے سے ہم لیں گے۔ اِس پر ہمیں بریفنگ دی جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! بند کمروں کے فیصلوں کے نتائج خطرناک ہوتے ہیں۔ اور جناب اسپیکر! گزارش آپ سے یہ ہے کوئی ٹائم فریم رکھیں اِن کو بھی بلایا جائے ہوم سیکرٹری کو، چیف سیکرٹری کو اور جو یہاں پارلیمانی لیڈر صاحبان ہیں اُن کو بلایا جائے۔ بیٹھ کے discuss کیا جائے کہ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: .ok,ok۔ جی دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: جیسے میرے آنریبل ممبرز نے بات کی، صرف اور صرف مَیں آپ کو میری suggestion ہے۔ آپ اِن چیزوں کو دیکھیں کہ آیا weapon wise, vehicle wise and crime ratio wise کِن کی strength زیادہ ہے یا کِن کی fundings زیادہ ہیں۔ اگر ہم جائیں گے۔ مزید میرے خیال میں اُس میں deep پر نہیں جانا چاہتے ہیں۔ صرف اور صرف جو facilities ہیں۔ میرا خیال میں جو weapons یا جو vehicles میرا خیال میں A-areas میں ہیں وہ B-areas میں نہیں ہیں۔ بجٹ کا، اب مَیں ہر چیز کے حوالے سے کہتا ہوں کہ compare کیا جائے اگر۔ 80% اور 20% کو آپ compare کریں پھر کرائم ریشو پر آپ آجائیں تو میری ریکوئسٹ یہ ہے کہ اِس پر اسپیکر صاحب! ڈیبیٹ رکھوا دیں یا اِس پر مَیں تو سمجھتا ہوں یہاں کوئی ایسا ممبر نہیں ہے جو already ایک چیز چل رہی ہے اُس کو آپ مہربانی کرکے آپ سے ریکوئسٹ ہے کہ آپ اس پر رولنگ دے دیں۔ اس چیز کو ہر 5 سال کے بعد یہ chapter open ہوجاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ اپنے domain میں رہے اپنے ایریا میں کام کرے۔ پولیس اور لیویز کا یہ سلسلہ جو چل رہا ہے۔ already ہمارا جتنا ایریا ہے اُس میں بس اپنے حساب سے کام کرے۔

جناب اسپیکر: اِس طرح کرتے ہیں کہ اس موجودہ سیشن کے دوران ایک گھنٹے کی بحث رکھتے ہیں اِس کے لئے، اُس میں ہم اُس ACS ہوم کواور چیف سیکرٹری صاحب دونوں کوطلب کرتے ہیں۔ وہ ہماری یہ بحث سنیں پھراُسکے بعد جا کے تقریباً کارروائی ہوگی۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف:) جناب اسپیکر صاحب! آج آپ نے ویسے بھی مختصر کرلیا ہے۔ میں ایک چیز پر بلوچستان کی جو زمین ہے یا ہماری جس کو ہم اپنی دھرتی کہتے ہیں بلوچستان کواور بلوچستان میں الاٹمنٹ کا ایک سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ پچھلے اَدوار میں ایک سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو تھے روشن علی شیخ صاحب۔ وہ اربوں روپے یہاں سے بٹور کے سندھ چلے گئے۔ اب دوبارہ وہی پریکٹس یہاں پر شروع ہورہی ہے کہ باہر کے لوگوں کو یہاں ہزاروں ایکڑ زمین بلکہ لاکھوں ایکڑ کے حساب سے زمین الاٹ کی جارہی ہے جو بلوچستان کی دھرتی کوالاٹ کر کے دوسروں کو دے رہے ہیں۔ اسی طرح بورڈ آف ریونیو میں اور اسی طرح آپ کی مائنز میں، زمین میری ہے۔ یہاں قبائلی جھگڑے شروع ہو جائیں گے۔ زمین میری ہے الاٹمنٹ کسی باہر والے سندھ والے یا پنجاب والے بندے کو کررہے ہیں یا کسی اور بندے کو کررہے ہیں۔ دیکھیں! قبائلی علاقے ہیں۔ ہرایک کا اپنا علاقہ ہے۔ اور یہاں جس طرح الاٹمنٹس شروع ہو چکی ہیں کہ پیسے لے کے الاٹمنٹس کررہے ہیں۔ میں اُن لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں بحیثیت اپوزیشن لیڈر، مَیں اپوزیشن کی طرف سے، اگر اس طرح کی کوئی چیزیں ہونگی۔ جیسے پچھلے ادوار میں ہو گئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں جتنی بھی الاٹمنٹس ہوگئی ہیں اُن سب کی تحقیقات کی جائے کہ یہ کس کو ہوگئیں اور کس کو زمینیں بیچ گئی ہیں؟ اور کس کس نے اِس میں پیسے لیئے۔ یہاں ایک سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو جس کا میں نے نام لیا تھا روشن شیخ صاحب، ایک دو اور سندھ سے آئے تھے، یہاں سے اربوں روپے لے کے واپس اپنے صوبے میں چلے گئے۔ اور زمین ہمارے بلوچستان کی کوڑیوں کے مول لوگوں کو بیچ کے چلے گئے۔ اب میں کہنا چاہتا ہوں، میرے وزراء دوست بیٹھے ہوئے ہیں میرے لئے سب لوگ قابل احترام ہیں۔ میں اُن سے یہی درخواست کروں گا۔ میں ان پر الزام نہیں لگا رہا ہوں۔ میں اِن سے درخواست کروں گا خدارا! بلوچستان کو دوسروں کے ہاتھ پر نہیں بیچیں۔ کیونکہ ریکوڈک اور سینڈک بھی آپ نے بیچ دیے ہیں۔ آپ نے ہماری مائنز اینڈ منرلز بھی بیچ دیے ہیں۔ آپ نے ہمارے ساحل اور وسائل بھی بیچ دیے ہیں۔ اب رہ گئی ہے ہماری چھت ہمارے اوپر آپ اُس کو بھی الاٹ کرکے باہر کے لوگوں کو دے رہے ہیں۔ خدارا! مہربانی کر کے اِن چیزوں سے بچیں۔ اگر اُنہوں نے اس طرح کی چیزیں کی ہیں، ہم یہاں اسمبلی میں اور اسمبلی سے باہر، ہم اِس طرح کی چیزیں کریں گے کہ آئندہ پھر کوئی بلوچستان کا ایک انچ بیچنے کی زحمت نہیں کرے گا۔ میں اپنے وزراء سے کہنا چاہتا ہوں کہ نہ کریں ایسی چیزیں۔ اگر کہیں ہیں اِس طرح کی چیزیں، کسی نے application دی مہربانی کر کے اُن پر غور کریں۔ بلوچستان کو نہ بیچیں۔

جناب اسپیکر: یونس صاحب! بہتر تو یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی چیز کوئی ایسے ثبوت ہیں آن ریکارڈ لائیں تا کہ اُس پر آگے concerned minister آپ کو reply بھی کر سکیں۔ تو یہ اگر آپ صبح دے دیں۔

قائد حزب اختلاف: سر! پورا بلوچستان بِک چکا ہے۔ میں کس کس کا ثبوت لے کر کے آجاؤں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ ایک۔۔۔

قائد حزب اختلاف: میں آپ کو لے کر جاؤں، پشین کی مثال دے دوں، خضدار کی مثال دے دوں، آپ سے کہیں اور کی مثال، مَیں کس کس کی دوں۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں نہیں مَیں کسی پر الزام نہیں لگا رہا ہوں نہیں کیا ہے تو نہ کریں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: مجھے یہ یقین ہے۔ میں جو سُن رہا ہوں۔ جو ہوا کا رُخ میں دیکھ رہا ہوں بلوچستان کو بیچ رہے ہیں میں اسی لئے احتیاطاً اُن سے کہہ رہا ہوں کہ نہ کریں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ سر! ایک منٹ۔ شعیب! reply کریں پھر آپ بولیں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): میر یونس زہری صاحب نے جو پوائنٹ اُٹھایا ہے مائنز اینڈ منرلز کے حوالے سے۔ تو میں اُن کو یقین دلاتا چلوں چونکہ اِس پر مختلف فورمز موجود ہیں جہاں آپ کی grievances کو ایڈریس کیا جائے گا۔ یقیناً مَیں نہیں کہتا کہ سب کچھ اچھا ہو رہا ہے۔ لیکن چیزیں خراب ہوتی ہیں، اس لئے وہ فورم بنائے جاتے ہیں کہ آپ کی grievances کو ایڈریس کیا جائے۔ تو انشاء اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی صورتحال اگر کہیں پر آپ کی نظر میں آتی ہیں تو آپ پہلے ڈپٹی کمشنر کا فورم وہاں جہاں سے NOC ایشو ہوتا ہے۔ وہاں اپنی grievances کو لے جائیں۔ اگر وہاں سے ایڈریس نہیں ہوتا مَیں آپ کا بھائی ہوں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کہیں کوئی غلطی ہو رہی ہے خرابی ہو رہی ہے تو آپ میرے ساتھ ضرور شیئر کریں۔ ہم colleagues ہیں۔ میری اور آپ کی intention ہے بلوچستان کے لئے، مجھے یہ معلوم ہے کہ مجھے اور آپ نے یہیں بلوچستان میں رہنا ہے۔ اگر کہیں ہم غلطی کریں گے۔ ہم اپنے لوگوں کو face نہیں کر پائیں گے تو یہ پوزیشن جو آج میرے ساتھ ہے کوئی سال ڈیڑھ سال پہلے میں یہاں تھا ہی نہیں۔ اب میں ہوں، آئندہ مجھے آنے والے وقت کا پتہ نہیں کہ میں اس پوزیشن پر ہوں گا یا نہیں۔ میرے لئے مقدم بلوچستان ہے۔ میرے لئے مقدم بلوچستان کے عوام ہیں۔ انشاء اللہ میرے آفس سے میرے قلم سے ایسا کوئی کام نہیں ہوگا جس میں بلوچستان کے لوگوں کا یہاں کے عوام کا حق میں اُن کے خلاف چیزیں ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا چلوں کہ آپ میرے ساتھ وہ چیزیں شیئر کریں انشاء اللہ اُن پر عمل ہوگا۔ اُس کے علاوہ ہمارے پاس دیگر فورمز موجود ہیں ہائی کورٹ کا، انشاء اللہ وہاں بھی بلوچستان کی یہاں کے، یہاں کے آئین کے، یہاں کے لوگوں کے حقوق کے ذمہ دار اور ضامن بیٹھے

ہوئے ہیں۔ اِنشاءاللہ وہ چیزیں وہاں ایڈریس ہوں گی نوبت وہاں تک نہیں جائے گی۔مَیں آپ کو یقین دلاتا چلوں۔

جناب اسپیکر: Minister for revenue, please.جی. good, enough.

میر محمد عاصم کرد گیلو(وزیر مال): ہمارے محترم لیڈر آف دی اپوزیشن یہ مائنز اینڈ منرلز کے بارے میں جو کہہ رہے تھے، پھر بورڈ آف ریونیو کو بھی اسمیں involve کررہے ہیں۔آج تک جب سے ہم نے چارج سنبھالا ہے ایک ایکڑ بھی کسی کو الاٹ نہیں کیا ہے۔نہ ہمارا کرنے کا ارادہ ہے۔اِس سے پہلے جو روشن علی شیخ کا نام لے رہے ہیں، وہ جانے اُس کا کام جانے، ہم اُس کی بھی تحقیقات کریں گے۔بقایا اِس اَدوار میں جب سے ہم نے چارج لیا ہے،مَیں آپ کو بتاؤں اگر لیڈر آف اپوزیشن ایک الاٹمنٹ لائیں میں اُس کا قصوروار ہوں۔

جناب اسپیکر: ok. یہ good ہو گیا،ٹھیک ہو گیا۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی رحمت صالح صاحب جی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جیسے کہ آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں آپ کہہ رہے ہیں کہ کوئی پروف۔سر! پروف میرے ہاتھ میں ہے۔اور میر شعیب صاحب نے جو بات کی ہے، اللہ کرے مَیں دعا کرتا ہوں کہ میری دعا قبول ہو، اِسی چیزوں پرimplement ہوں۔لیکن ستم ظریفی کی بات یہ ہے جناب اسپیکر! تمام سیکٹرز میں بلوچستان کے، ہم روزانہ ایشوز کو یہاںexpose کرتے ہیں، فلور پرلیکن حکومت کی طرف سے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ہے۔اب صرف ظلم یہ ہے کہ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ میں اور آپ ایک زندہ قوم ہیں، میری آپ کی زبان، ثقافت، کلچر اس نے ہمیں زندہ کیا ہے۔ جس قوم کا کوئی culture نہیں ہے، جس قوم میں ادیب اور شاعر کی اہمیت نہ ہو، جس قوم میں اکیڈمی کی اہمیت نہ ہو تو وہ ترقی نہیں کرسکتی۔سر! آج میں آپ کو یہ دکھاؤں یہ جو ہمارے academies ہیں، بلوچستان اکیڈمی تربت۔ بلوچی اکیڈمی کوئٹہ، زِند اکیڈمی نوشکی، بلوچی لفظان کی دیوان کوئٹہ، براہوئی اکیڈمی ادبی سوسائٹی اور دوسرا ایک ریسرچ کمیٹی کوئٹہ ہے۔یہ تمام اکیڈمیوں کی جو گرانٹس تھی، اِس موجودہ حکومت نے اِتنی بڑی کٹ لگا دی۔ایک قومی دشمنی کی، انسان دشمنی کی کہ اِسکی تاریخ میں مثال نہیں مل رہی ہے۔مَیں منسٹر فنانس صاحب کو گوش گزار کرنا چاہ رہا ہوں۔ بلکہ حکومتی بینچز کو، دیکھیں! وہ فیصلہ کریں جب تاریخ میں یہ آئے گا یہ تاریخ کبھی کسی کو معاف نہیں کرے گی۔سر! اب تربت اکیڈمی کے گرانٹ پر 95% کٹ لگا دی ہے۔ اور بلوچی اکیڈمی کوئٹہ اُس پر سر 50%، 60 % کٹ کرا دی ہے۔ باقی تمام جو ضلعوں میں academies ہیں جیسے میرے ڈسٹرکٹ میں عزت اکیڈمی ہے اِن کی تمام گرانٹ کو demolish کر دیا ہے۔ آپ کس طرح یہ claim کر رہے ہیں کہ جی میں چیزوں کی حفاظت کروں گا۔دیکھیں سر! میرا شاعر میرا ادیب میرا سفیر

ہے۔میں اپنی زبان پر فخر کرتا ہوں۔میری پہچان میری زبان ہے۔اگر آپ میری زبان، میرے کلچر، میری ثقافت پر بجائے کہ آپ اُسکو پروموٹ کریں، آپ اُسکو develop کریں۔آپ شاعر اور ادیبوں کی حوصلہ افزائی کریں۔آپ اُن لوگوں کو منشیات بیچنے سے منفی کاموں سے روکنے، اِن کاموں کے روکنے سے اُس وقت روک سکتے ہیں، جب آپ اداروں کو فعال کروگے۔جب آپ ایسے اداروں میں اپنی نوجوان نسل کو engage کروگے۔آج افسوسناک بات یہ ہے کہ اسپیکر صاحب! اِس پر کٹ لگانا، یہ قومی دشمنی ہے، نسل کُشی ہے۔مجھے منسٹر فائنانس جواب دیں کہ یہ آپ بجائے کہ اِن کو بڑھائیں، آج کے جدید دَور میں جو ضروریات ہیں academies میں، آپ بجائے اِن کو زیادہ گرانٹ دیتے، آپ نے یہ کٹ لگادی ہے، یہ سراسر قومی دشمنی ہے۔میں اِس کی مذمت اور مخالفت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: اور میں یہی امید کرتا ہوں کہ حکومت اس پر عملی صورت میں اقدامات کریں اور اِن کی گرانٹ کو بحال کردے۔

جناب اسپیکر: ok,thank you۔جی منسٹر فنانس۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): مَیں اپنے بھائی رحمت بلوچ صاحب کی بات کو سیکنڈ کرتا ہوں کہ ہمیں اپنے کلچر اور ثقافت کو فروغ دینا چاہیے انکو کٹ نہیں لگانی چاہیے۔لیکن ایک یونیفارم قسم کی پالیسی ہو، equality ہو، برابری کو دیکھا جائے۔تو اُس حوالے سے اِن کی پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب سے جو بھی discussion ہوئی ہے سی ایم صاحب کی موجودگی میں۔تو ایک سمری ہم نے اُس وقت initiate کی تھی۔یہ سستی مجھ سے اور آپ سے دونوں سے ہوئی کہ ہم نے اس کو pursue نہیں کیا۔انشاءاللہ میں آپ کو یہ یقین دلاتا چلوں آپ کی ہی کہنے پر، آپ کی ہدایت پر وہ سمری جو ہم نے initiate کی ہے انشاءاللہ اُسکا follow-up لیتے ہیں اُس پر کوشش کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: Ok۔کہہ دیا ہے اُنہوں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: میں حیران ہوں یہ کونسی سمری ہے۔وہ کس طرح favour دیں گے؟

وزیر خزانہ: میں رحمت جان سے صرف یہی درخواست کرتا ہوں کہ ایک uniform قسم کی پالیسی ہو۔اُس میں برابری ہو۔یہاں پشتون، بلوچ، براہوئی، ہزارہ اور مختلف اقوام کی زبان جب یہاں رہتی ہیں، جن کی academies ہیں وہ اپنے اداب پر، اپنے کلچر پر کام کر رہے ہیں۔تو ہم سب کو balanced لے کر چلنا ہے۔تو اِس پر میرے بھائی کا بھی انکار نہیں ہوگا۔عرض کروں رحمت جان۔

جناب اسپیکر: آپ سنیں ناں۔آپ سنیں۔

وزیر خزانہ: آپ پھر میری اصلاح کر لیں۔ مَیں اور آپ بہت پرانی tenure کے ساتھ دوستی کر کے گزار رہے ہیں۔ آپ سے میں اصلاح کرتا رہا ہوں اپنی۔ مَیں اصلاح پر خوش ہوتا ہوں کہ اگر میں غلط ہوتا ہوں تو آپ میری اصلاح کریں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو ہماری ایک میٹنگ ہوئی ہے، نشست ہوئی، اُس نشست میں سی ایم اور ڈاکٹر مالک صاحب تھے، تو یہ رضامندی ظاہر کی گئی کہ بشمولِ اِس academy کے دیگر academies کے لیے بھی گرانٹس کو دیکھا جائے بیلنس کیا جائے۔ تو ایک سمری ہم نے خاص کر خصوصاً بلوچی academy جو جن کا ذکر میرے بھائی فرما رہے ہیں، تو ایک سمری initiate کی تھی اُس پر ہم نے pursue نہیں کیا یہ میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے اور آپ کو اس کو follow-up کرنا چاہیے اس کی back پر جانا چاہیے، انشاء اللہ اُس پر بہتری آئے گی۔

جناب اسپیکر: Ok, thank you.

جناب رحمت علی صالح بلوچ: Minister Finance! you are authorized totally.

جناب اسپیکر: وہ کرے گا۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب میں ایک نشاندہی کروں۔ آپ کو میں ایک بات پر appreciate کرتا ہوں، آپ نے پشتو اکیڈمی کو 190% بڑھا دیا ہے۔ آپ نے ہزارگی اکیڈمی کو 100% بڑھا دیا۔ آپ نے باقی جو تین اکیڈمیز ہیں اُنکو آپ نے 190 % بڑھا دیا ہے۔ مَیں appreciate کرتا ہوں۔ لیکن You are the competent authority. You are Finance Minister. آپ اِدھر announce کر دیں فلور پر کہ آپ اِنکی گرانٹ کو بحال کر دیں automatically بحال ہوگی۔

جناب اسپیکر: کوئی ورکنگ؟

جناب رحمت علی صالح بلوچ: یہ جو سمری اور یہ فائل جو put up ہوتی ہیں یہ X کیلئے ہوتی ہیں۔ آپ حکومت ہیں آپ کی سمری کو pursue کرنے کی کیا ضرورت ہے جب آپ competent ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، یہ just a minute.

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: سمری اِس طرح کہہ رہی ہے، اِس وقت یہ ایک procedure کا حصہ ہے۔ آپ کو procedure کے تحت چلنا پڑتا ہے۔ آپ کا بجٹ ہے۔ بجٹ سے related جو ساری چیزیں ہوتی ہیں وہ through اِسی proper channel پر چلتی ہیں۔ میں نے صرف یہی بات کی کہ اسمیں equality ایک ذرا

انصاف، ایک برابری، یہ چیزیں دیکھنی ہیں۔ بالکل کٹ نہیں لگانی چاہیے میں آپ کی اس بات سے ایگری کرتا ہوں، مَیں negate نہیں کرر ہاہوں آپ کی بات کو۔مَیں یہ کہہ رہاہوں، یہ موقع دیں، مَیں اور آپ ساتھ چل کر اِس چیز کو فالو کرتے ہیں اور اِس کو حل کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ، یہ X کے الفاظ حذف کیے جائیں۔اور وہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ بیلنس سسٹم ہوگا سب کو accommodate کریں گے۔انشاءاللہ وہ ٹھیک کرے گا تقریباً۔ جی جناب سنجے کمار صاحب۔

جناب سنجے کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اقلیتی امور): بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! 27 دسمبر دنیا کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے، جس دن بلوچستان اور پاکستان کیا پوری دنیا کی ایک عظیم لیڈر محترمہ بےنظیر بھٹو کو شہید کیا گیا۔ محترمہ بےنظیر بھٹو جو چاروں صوبوں کی زنجیر تھیں، اُن کی خدمات کو دنیا بھر کی عوام سلام پیش کرتی ہے۔ اور آج بھی وہ پاکستان کے عوام کے دلوں میں زندہ ہیں۔مَیں اپنی جانب سے اور اسمبلی کے تمام ممبران کی جانب سے اُنہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you, one by one. جی محترمہ اُمِّ کلثوم صاحبہ۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: جناب اسپیکر! بلوچستان کی موجودہ امن وامان کی مخدوش صورتحال کے حوالے سے تھوڑی بہت بات کرنا چاہوں گی۔ جیسا کہ جانتے ہیں یہاں بیٹھے تمام معزز ممبران کے، بلوچستان وفاق کی منفی پالیسیوں کی وجہ سے ہمیشہ ہی شورش زدہ رہا ہے اور جناب اسپیکر! گزشتہ ماہ نیشنل ایکشن پلان کی ایپکس کمیٹی نے بلوچستان میں فوجی آپریشن کے حوالے سے جو فیصلہ دیا ہے تو جناب اسپیکر! یہ ایک نئی بات نہیں ہے کہ بلوچستان میں یہ یا پہلا فوجی آپریشن ہے یا آخری ہے۔ جب سے یہ ملک وجود میں آیا ہے، تب سے لیکر آج تک بلوچستان میں وہ چھوٹے یا بڑے پیمانے پر فوجی آپریشنز جاری ہیں۔ چاہے وہ 1948ء کا ہو، 1958ء کا ہو، 1973ء کا ہو، 1977ء کا ہو یا 2000ء کے بعد سے جو آگ مشرف نے بلوچستان میں لگائی، جس کی وجہ سے پورا بلوچستان آج تک اُس آگ کے شعلوں میں جل رہا ہے۔ جناب اسپیکر! اِن تمام فوجی آپریشنز کے نتیجے میں، مَیں سوال کرنا چاہتی ہوں کیا بلوچستان میں اَمن قائم ہوا؟ بالکل نہیں۔ اِن تمام فوجی آپریشنز یا اِن تمام رویوں کی وجہ سے مَیں سمجھتی ہوں کہ بلوچستان کے جو عوام ہیں یا بلوچستان کے جو لوگ ہیں اُن کا وفاق پر سے جو بھروسہ ہے، وہ مزید کمزور ہوا ہے۔فوجی آپریشن بلوچستان میں اَمن کا کبھی ضامن نہ بنا ہے، نہ بنے گا۔ ہم اگر تھوڑا سا تاریخ پر نظر دوڑائیں جناب اسپیکر! تو نواب اکبر خان بگٹی کی زندگی پر بات کرنا چاہوں گی کہ وہ اِنہی ایوانوں کا حصہ رہے ہیں۔ پاکستان کے وزیر داخلہ، بلوچستان کے وزیراعلیٰ، گورنر اور even though اُنہوں نے

☆ بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ xxx کارروائی سے حذف کردیئے گئے۔

نہ صرف تحریکِ پاکستان میں پیش پیش رہے ہیں بلکہ شاہی جرگے میں بھی پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔لیکن اُن کو اِس حد تک مجبور کیا گیا کہ اُنہوں نے جمہوری راستے کو الوداع کہہ کر وہ پہاڑوں پر گئے۔اور جناب اسپیکر! اِسی طرح کی بہت ساری مثالیں ہیں جیسے کہ نواب خیر بخش مری۔

He is known as the Founder of separatist movements. He was not a separatist. وہ اِنہی ایوانوں کا حصہ تھے، وہ جمہوری نظام پر یقین رکھتے تھے۔لیکن اُنہیں اِتنا مجبور کیا گیا کہ اُن کا جو اعتماد تھا یا وہ مایوس ہوئے اور اُنہوں نے یہ راستہ چھوڑ کر وہ پہاڑوں پر جانے پر مجبور ہوئے۔جناب اسپیکر! ہم کہتے ہیں کہ جتنے گِنے چُنے لوگ یہاں بچے ہیں جو جمہوری نظام پر یقین رکھتے ہیں خدارا! اُن کو مجبور نہ کریں کہ وہ بھی یہ جمہوری راستہ وہ چھوڑ دینے پر مجبور ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: Thank you Madam.

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: مَیں۔

جناب اسپیکر: آ جائیں، اچھا کچھ اور بھی ہے۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: نہیں نہیں۔

جناب اسپیکر: جی جی، جی۔

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: جناب اسپیکر! میری صرف یہی گزارش ہے وفاق سے، پاکستان کے اداروں سے، کہ خدارا! اپنا منفی رویہ ترک کریں۔آج ہم کیا دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں کیا ہو رہا ہے۔SBK testing کے تحت جتنے اُمیدوار تھے وہ ذہنی کرب کا شکار ہیں۔بارڈر ٹریڈ پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔لاکھوں لوگوں کا کاروبار اِس سے منسلک ہے۔اِسی طرح جناب اسپیکر! ہمارے جو educational institutions اُنکو چھاؤنی بنائی گئی ہے۔ہم بارہا یہی کہتے ہیں کہ بلوچستان ہمارا مشترکہ صوبہ ہے۔بلوچستان ہمارا وہ صوبہ ہے جس کیلئے ہمارے اکابرین نے قربانیاں دی ہیں۔اگر وفاق کیلئے یا ریاستِ پاکستان کیلئے یہ صرف exploitation کا ذریعہ ہے، لیکن یہ ہمارا صوبہ ہے۔یہاں ہمارے حقوق ہمیں دیئے جائیں۔مفاہمت سے ہی تمام مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔مذاکرات سے ہی ہر مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔لیکن مذاکرات، وہ مذاکرات نہ ہوں جناب اسپیکر! جو نواب نوروز خان کے ساتھ کئے گئے۔وہ مذاکرات نہ ہوں جو نواب اکبر خان بگٹی کے ساتھ کئے گئے۔وہ مذاکرات نہ ہوں جو ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے ساتھ جو 2013ء کے بعد کئے گئے۔ہم یہی کہتے ہیں کہ ہر مسئلے کا حل وہ مفاہمت کے ذریعے نکالا جائے۔مَیں سمجھتی ہوں کہ اس دفعہ اگر بلوچستان میں فوجی آپریشن ہوا تو یقیناً تو وہ بلوچستان وفاق کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔

جناب اسپیکر: thank you Madam. ڈاکٹر نواز صاحب آپ کچھ بولنا چاہ رہے تھے؟ جی زاہد علی ریکی صاحب۔

میر زاہد علی ریکی: یہ جو کمیٹیاں ہمیں ملی ہیں۔ ہر کمیٹی کا جو چیئرمین ہے، ہم تقریباً پندرہ بیس ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! براہِ مہربانی یا آپ ہم سے UC کے حوالے پر جناب اسپیکر صاحب۔۔۔

جناب اسپیکر: دیکھیں یہ تو آپ نے مجھ سے پہلے بھی discuss کیا۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ چیمبر میں آپ کے ساتھ بات ہوگی۔ کمیٹی پر آپ کو بریفنگ دیں گے، آپ کو بُلائیں گے۔ یہ سارا سسٹم جب ٹھیک ہوگا۔

میر زاہد علی ریکی: سر! ٹھیک ہے وہ Monday کو۔

جناب اسپیکر: ہم آپ کو بریف کر دیں گے۔

میر زاہد علی ریکی: done ہے سر! جی Monday کو sir۔

جناب اسپیکر: آپ کو سارا بتا دیں گے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! میں بھی ایک اہم ایشو پر بات کرنا چاہتا ہوں جو کہ انسان کی صحت کے ساتھ اُس کا تعلق ہے۔ کل نہیں پرسوں مَیں چونکہ اسٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں ہیلتھ کا۔ اور اِس فیلڈ سے related بندہ بھی ہوں۔ پرسوں میں کڈنی سینٹر یعنی BINUQ چلا گیا۔ جو وہاں کا چیف ایگزیکٹیو ہے اور جو ڈائریکٹرز ہیں اُن سے مَیں نے details سے اِس ہسپتال کے بارے میں بات کی کہ یہاں یہ complain ہمارے پاس آ رہی ہیں۔ تو اُنہوں نے سب سے پہلے مجھے یہ کہا کہ ہمارا جو بجٹ ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور اِس وقت میں کہتا ہوں بلوچستان کیا پورے پاکستان میں سب سے اہم ہسپتال ہمارا BINUQ hospital ہے۔ اور یہ حالت ہے کہ اُس دن میں نے ایک مریض بھیجا۔ وہ کہتا ہے کہ 15 ہزار روپے پہلے جمع کریں۔ اور میں specially اِس پوائنٹ کیلئے گیا۔ اُسے کہا گیا کہ پھر آپ کا آپریشن ہوگا۔ تو میں وہاں گیا۔ میں نے چیف ایگزیکٹیو سے بات کی کہ بھائی 15000 گورنمنٹ کا ہسپتال ہے آپ کیسے اِس سے لے رہے ہیں؟ تو اُنہوں نے مجھے کہا کہ بھائی ہم لے رہے ہیں۔ اُن کو جو اسٹنٹ یا کڈنی وغیرہ میں ہم ڈال رہے ہیں instrument غیرہ۔ وہ ہمارے پاس available نہیں ہیں۔ میں نے کہا یہ تو میں دس سال سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ وہی واحد ادارہ تھا جس سے کبھی بھی مریض نہ بازار سے میڈیسن لاتا تھا نہ کوئی اور ایسی چیزیں لاتا تھا جن کو اُن کو ضرورت ہوتی۔ costly سے costly۔ وہ کہتا ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: اچھا ڈاکٹر صاحب! ایسا کرتے ہیں دیکھیں آپ اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: آپ اِسکو proper طریقے سے ہاؤس میں لے آئیں۔ ہم آپ کو، اُس کو بالکل آپ کو ریفر کر دیتے

ہیں۔آپ اُس پر proper investigation کریں اور جو بھی طریقہ کار ہے وہ سامنے آ جائے گا۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں صرف فنانس منسٹر صاحب کے۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: Minister Health concerned۔۔۔(مداخلت)

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: یہ ہے کہ اُس کے بجٹ کا جو اُنہوں نے کہا کہ ہمیں six hundreds million کا وہ بجٹ میں deficit ہے۔اور یہ وہ ادارہ ہے جہاں پر ٹرانسپلانٹ ہو رہا ہے۔اور ایک ٹرانسپلانٹ آپ کے PIMS وغیرہ میں جو ہو رہا ہے 70 لاکھ سے 75 لاکھ اُسکی cost ہے۔جو کہ یہاں free of cost ہو رہا تھا۔اب صرف اُن کی جہاں affiliation تھی اَب اُنہوں نے کہا کہ ابھی ہم جو ٹیسٹ بھیجتے ہیں۔اُس ٹیسٹ کی بھی cost ہمارے پاس نہیں ہے اور کتنے عرصے سے ٹرانسپلانٹ نہیں ہو رہا ہے جو کہ بلوچستان کے دو ڈاکٹرز، مایہ ناز ڈاکٹرز اِس وقت ایک انگلینڈ سے ہے۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب !سُنیں سُنیں، یہ بڑا sensitive issue ہے۔میں نے آپ کو بتایا کہ آپ اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔اِس پر آپ عملی طور پر کام کریں۔اور اُس کی وجوہات معلوم کریں کہ گورنمنٹ ہسپتال میں فیس کس چیز کی لی جارہی ہے؟اور اگر اُن کے پاس یہ نہیں ہے تو یہاں question آجائے گا تو اُس پر باقاعدہ منسٹر ہیلتھ ہوگا وہ آپ کو reply کریگا۔نہیں تو آپ کی طرف بھجوادیں گے۔آپ باقاعدہ سب کو پھر call کریں اور اِس کو اُن کی investigate کریں ۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: ٹھیک ہے۔ thank you

جناب اسپیکر: .thank you۔جی جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب!میں یہاں ایجوکیشن کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہوں گا دو پوائنٹس ہیں میرے۔

جناب اسپیکر: ایجوکیشن کے حوالے سے؟

جناب اصغر علی ترین: جی جی جناب اسپیکر صاحب۔یہاں ایجوکیشن کی حالتِ زار یہ ہے کہ بلوچستان میں SBK ایک مین کیمپس ہے۔اور اُسکے ساتھ تین sub-campus ہیں۔ایک خضدار میں ہے۔ایک نوشکی میں ہے اور ایک پشین میں ہے۔اَب آپ اندازہ لگائیں کہ پچھلے پانچ چھ مہینے ہو چکے ہیں کہ اُن کے اسٹاف کو salary نہیں مل رہی ہے۔چھ سے سات مہینے سے SBK کے sub-campus کے جو وہاں کے فیکلٹی ہے اسٹاف ہے یا جو بھی lower staff ہے اُن کو چھ سات مہینے سے تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں۔اُس کے باوجود بھی وہ بچیوں کو پڑھارہے ہیں۔

اپنے ٹائم پر آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں۔ تو کیا یہ failure نہیں ہے۔ بالآخر مجبوراً ہمیں جا کے سی ایم صاحب کے پاس جانا پڑا اُن کو بتانا پڑا کہ یہ آپ ان کی salary کے احکامات جاری کریں۔ دوسرا جناب اسپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ بلوچستان دُور دراز علاقوں پر مشتمل ہے۔ اب پشین sub-campus پشین تقریباً کوئی گیارہ، بارہ لاکھ آبادی کا ایک پورا ڈسٹرکٹ ہے۔ اور اُس میں جو بچیوں کی تعداد ہے sub-campus میں وہ تقریباً 500 سے 600 کے درمیان ہے۔ اور نوشکی میں تقریباً 600 یا 700 ہے اور خضدار میں بھی تقریباً اِسی طرح 900 کے قریب ہے۔ اب ہمیں سُننے میں یہ آ رہا ہے کہ یہ sub-campus کو close کر کے main campus میں شفٹ کر رہے ہیں۔ پھر سی ایم صاحب نے بھی اِس پر ایکشن لیا کہ بھئی یہ نہیں ہونا چاہئے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایجوکیشن کے حوالے سے اگر ہم ٹائم پر اسٹاف کو salary نہ دیں سکے تو پھر ہم بچوں کی تربیت کیسے کریں گے۔ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب! ایک چیز آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں بڑا اہم پوائنٹ ہے۔ ایجوکیشن، بلوچستان میں ایجوکیشن اور ہیلتھ پر بڑا focus کیا جا رہا ہے۔ آج حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جتنے بھی ایجوکیشن کے departments کی جو construction ہوگی وہ PD کرے گا۔ یعنی ہائر ایجوکیشن ہو، مڈل ہو، سیکنڈری ہو، کالجز ہوں، اِن کی مرمت، اِس کی repair اور اِس کی بلڈنگ کا کام سارا C&W بی اینڈ آر ڈیپارٹمنٹ کرتا تھا۔ آج حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ PD کرے گا۔ جناب اسپیکر! میں ایک بات بتاؤں آپ نے کوئٹہ شہر PD کے حوالہ کیا۔ آپ نے ڈیمز PD کے حوالے کئے ڈیپارٹمنٹ اریگیشن سے لے کے، آپ جا کے ڈیموں کی حالت دیکھیں۔ جو بھی کام حکومت نے PD کے حوالے کیئے ڈیپارٹمنٹ سے ہٹ کے جناب اسپیکر صاحب! آپ اُن کی حالت دیکھیں آپ کو بڑی حیرانگی ہوگی۔ کیونکہ میں PAC کا چیئرمین بھی ہوں وہاں یہ cases ہمارے پاس آتے ہیں ہم پڑھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! آئین میں آپ کا B&R، PHE، اریگیشن، ایگریکلچر کا ذکر ہے۔ آپ کے آئین میں PD کا ذکر نہیں ہے۔ آپ یہ نہیں کر سکتے، پورا ڈیپارٹمنٹ موجود ہو C&W کا B&R کا یہ اریگیشن کا وہاں ایکسئین بھی ہے وہاں کا چیف بھی ہے سیکرٹری بھی ہے اور وہاں کے منسٹر بھی ہے آپ اُن سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ کام آپ نے کیسے کیا ہے۔ لیکن جب اِتنا بڑا پروجیکٹ وہ بھی ایجوکیشن کا آپ ایک PD کی نذر کریں گے تو PD سے پھر کون پوچھے گا؟ کیا وہاں جو C&W اور B&R، کا ایکسئین اور چیف بیٹھا ہوا ہے یہاں منسٹر اور سیکرٹری بیٹھا ہوا ہے جو کہ answerable ہیں۔ لیکن PDs پھر answerable نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: یہ کس نے کہا ہے کہ PD's یہ answerable نہیں ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، He is as یہ منسٹر فنانس، آپ .hold on۔ جی منسٹر فنانس پلیز۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! معزز ممبر کا پہلا پارٹ۔ چونکہ یونیورسٹیوں کی financial commission کا چیئر مین میں ہوں۔ تو یہ ذکر ہو رہا تھا sub-campuses کی تو last time جو پشین اور دیگر جگہوں کے sub-compuses کے اساتذہ تھے جو تنخواہوں کی وجہ سے پریشان تھے اُن کے ساتھ میڈم راحیلہ کے سربراہی میں ایک میٹنگ ہوئی۔ تو اُن کو میں نے یقین دلایا بلکہ اُن کو جو release کیے تھے main SBK کے یونیورسٹی کو۔ تو اُن کے شیئر میں سے اُنکی جو salaries تھیں، وہ جانیں تھیں۔ لیکن اُن کے پاس وہ نہیں پہنچیں، جس کی وجہ سے دو، دو، تین تین مہینے تک وہ تنخواہوں سے محروم رہے۔ اور یہ بات میں اُن کی سیکنڈ کرتا ہوں کہ تنخواہوں نہ ملنے باوجود بھی وہ اپنے فرائض اور ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ مَیں اُن کو appreciate کرتا ہوں اِس اسمبلی کے فورم پر۔ مگر جو پیسے ملے تھے، اُسمیں سے وہ پیسے ادا کر سکتے تھے۔ اب اِس کا ایک حل ہم نکال رہے ہیں 31 تاریخ کو ہم نے ایک جو میٹنگ رکھی ہے financial commission کی، اُسمیں ہم یہی طے کر رہے ہیں کہ جتنے بھی sub-compuses اُن کے لیے direct DDO codes بنائے جائیں اور وہ پیسے directly salaries کے اُنکے اکاؤنٹ میں جائیں۔

جناب اسپیکر: good۔

وزیر محکمہ خزانہ: تاکہ وہ main-campuses کے محتاج نہ رہیں۔ تو اُس پر ایک initiative لے لی ہے۔ انشاءاللہ یہ دو، تین دنوں کے اندر جو میٹنگز ہوں گی اُس میں یہ فیصلہ کر لیا جائے گا۔ دوسرا پارٹ تھا PD کا۔ PD ship یہ جو ہیں یہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کرتی ہے۔ وہ answerable ہیں۔ اُن پر ایک چیک ہے۔ اُنکی monitoring ہوتی ہے۔ مگر کہیں ایسے کیس ہیں، ظاہراً ہمارے colleague دوست جو ہیں اُنکے نوٹس میں کوئی ایسی چیز آئی ہوگی۔ تو وہ ہمارے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ یا مجھ سے شیئر کر سکتے ہیں۔ تاکہ ہم اُن سے پوچھ گچھ کریں کہ کہاں پر اس چیز کی کمی ہو رہی ہیں۔ .thank you جی۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں جناب! گورنمنٹ بھی۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: اِدھر آپ Chair کو ایڈریس کریں آپ براہِ راست نہ پوچھیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ ہم ایک طرف دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن کو اچھا کرنا ہے، بہتر کرنا ہے، ہم یہاں دعویٰ کرتے ہیں، آپ کیوں ڈیپارٹمنٹ کو۔ ڈیپارٹمنٹ بھی گورنمنٹ کا ہے۔ آپ PD میں کیا ہے۔ جو آپ PD تعینات کرتے ہیں۔ آپ اُسکو اُس محکمے کے حوالے کریں جو محکمے ہیں، اُن کے حوالے کریں۔

جناب اسپیکر: no cross talking. اصغر ترین صاحب! جی جی پلیز منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر صاحب! اِسمیں سی ایم صاحب کی سربراہی میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ جو line departments ہیں، جن کا کام related ہے کنسٹرکشن کے۔ PD وہاں سے لیے جائیں۔ یہ سی ایم صاحب کی طرف سے direction آچکی ہے کہ وہ فوری طور پر execute کرسکتے ہیں اُن پراجیکٹس کے کاموں کو۔ تو اِس بات کو جو ہے۔۔۔

جناب اصغر علی ترین: جناب PD کی ضرورت کیا ہے۔

جناب اسپیکر: اصغر ترین صاحب! آپ ایک منٹ جہاں تک۔

وزیر محکمہ خزانہ: PD کے بغیر ہو نہیں سکتا بڑے پروجیکٹس ہیں۔

جناب اسپیکر: اصغر ترین صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جہاں تک میری معلومات ہیں، سنیں میری بات سنیں۔ یہ جو پراجیکٹس ہوتے ہیں separate projects تو اِس کو PD کے ذریعے ہی ان کو execute کرایا جاتا ہے۔ They are as responsible, as answerable جس طرح اس میں کوئی XEN ہوتا ہے وہ بھی اُسی طرح ہوتا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: آپ کا ایک پوائنٹ آگیا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اصغر علی ترین: اگر ہم یہاں ہم بات نہیں کریں دیکھیں یہ آج سے ایک سال قبل تو ڈیپارٹمنٹ کے under تھا، یہ سالوں سال ڈیپارٹمنٹ کے under چلتا رہا، آج کیا ہوگیا کہ آپ لوگ اُسکے لیے PD تعینات کرلیں۔ یہ ایجوکیشن جو بلڈنگ repair ہے یا نئی بلڈنگز بن رہی ہیں، یہ تو ڈیپارٹمنٹ کراتا ہے۔ آج کیا ہوگیا کہ آپ نے PD بنالیا؟ وہ کوئی ایسا انوکھا پروجیکٹ تو نہیں ہے۔ اگر انوکھا پروجیکٹ ہوتا تو بندہ۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ چونکہ میں نے آپ سے پہلے گزارش کی تھی یہ concerned ہے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ۔ منسٹر پی اینڈ ڈی یہاں موجود نہیں ہے۔ اُن کی غیر موجودگی میں جتنا فنانس منسٹر نے آپ کو بتانا تھا، بتادیئے، آپ مہربانی کرکے اگر آپ مزید اِس پر کوئی investigation کرنا چاہتے ہیں تو آپ اُس کو قانون کے مطابق لے آئیں۔ ہم منسٹر پی اینڈ ڈی سے بھی پوچھیں گے۔ اور آپ کو بھی سنتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: جی ایک منٹ میڈم پلیز۔ جی میڈم۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: شکریہ جناب اسپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیاً وَکَفٰی بِاللّٰہِ نَصیراً۔ جناب اسپیکر! مَیں اپنی بات کا آغاز اس شعر سے کرتی ہوں ''جس کی جیسی سوچ وہ ویسی کہانی رکھتا ہے۔ کوئی پرندوں کے لئے بندوق تو کوئی پانی رکھتا ہے'' جناب اسپیکر! almost ہمیں ایک سال ہوگیا ہے حلف اٹھائے ہوئے۔ اور بہت اچھی بات ہے، یہ جمہوری طریقہ ہے کہ ہم نشاندہی کریں جو مسائل ہیں بلوچستان کے حوالے سے، عوام کے حوالے سے لیکن آپ negativity کو positivity کے ساتھ ہی eradicate کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہمارا ہی فرض بنتا ہے چاہے ہم گورنمنٹ کے لوگ ہیں یا اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم سب بلوچستان کو اور بلوچستان کے عوام کو represent کرتے ہیں۔ تو جو بہتر اقدام حکومت کی جانب سے لیے جا رہے ہیں، ہمارا فرض بنتا ہے کہ اُنھیں بھی appreciate کریں۔ کیونکہ جناب اسپیکر! اگر ہم پاکستان کو دیکھیں، پاکستان کے عوام کو دیکھیں، بلوچستان کو دیکھیں، بلوچستان کے عوام کو دیکھیں تو ہمارے جو عوام ہیں ہم اُن میں بہت زیادہ مایوسی کا رجحان دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ ہمارا فرض بنتا ہے As the Representative of the public. کہ ہم اُنھیں مایوسی سے نکالیں، ہم اُنھیں روشن مستقبل دکھائیں۔ تو جناب اسپیکر! یہاں میں کچھ جو اقدامات ہیں چیف منسٹر کی جانب سے، گورنمنٹ کی جانب سے، وہ میں آپ سب کے سامنے رکھنا چاہوں گی۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اِنھیں appreciate کریں۔ پہلے دو باتیں میں یہاں کروں گی جناب اسپیکر! پچھلے سال ہم نے چیف منسٹر کے vision کے مطابق ایمان پاکستان میلے کا انعقاد کیا خواتین کے لئے۔ اور اُس میں جو سب سے زیادہ ہماری مایوسی سے دو چار علاقے تھے، جیسے سریاب ہے، پنجگور ہے، تربت ہے یا گوادر ہے وہاں سے ہم نے۔۔۔(مداخلت)

جناب خیر جان بلوچ: میڈم! آواران بھی ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی بالکل آواران ہے، مند ہے۔ ہم نے وہاں سے خواتین، آپ کو پتہ ہے کہ tribal area ہے اور خواتین کا نکلنا بہت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ ہم نے اُس میلے میں تمام خواتین کو engage کیا۔ اور بہت بڑی تعداد میں وہاں خواتین آئی تھیں۔ اور اُس میلے کا مقصد کیا تھا، وہاں exhibition لگائی گئی۔ اور وہاں ایسے چھوٹے چھوٹے کاروبار کرنے والی خواتین کو موقع دیا گیا تاکہ وہ اپنے Stalls لگا کر اُن کی جو access ہے وہ انٹرنیشنل مارکیٹس تک ہوں۔ اب ہم اپریل میں دوبارہ یہ میلہ کروانے جا رہے ہیں۔ اِس بات کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اُس میلے میں، مَیں نے تمام آپ سب اراکین یہاں بیٹھے ہیں، سب کو invite کیا، لیکن میرے خیال سے دو، تین سے زیادہ اُس میلے کو کسی نے attend نہیں کیا۔ ہم نے عوام کے کام کرنے ہیں ہم نے عوام کے کام practically کرنے ہیں۔ بلوچستان کا مسئلہ کیا ہے؟ تعلیم کا مسئلہ ہے۔ اور سب سے بڑا مسئلہ ہمارا روزگار کا مسئلہ

ہے۔ہم نے روزگار دینے ہیں۔ کیونکہ جو بھوکا پیٹ ہوتا ہے، اُسکا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔تو ہم نے لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے ہیں۔اور اِس اسمبلی کے ہی توسط سے مَیں آپ کو، تمام اراکین کو یہ بھی کہہ رہی ہوں کہ اب دوبارہ ہم اِس میلے کو کرنے جارہے ہیں۔اور مَیں سمجھتی ہوں آپ سب ہمارا ساتھ دیں۔اور بھرپور طریقے سے تاکہ ہم پورے بلوچستان کے عوام کو اِسمیں engage کریں۔اِس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! یکم جنوری کو کیونکہ سال کا آغاز ہونے جارہا ہے، ہم ایک positive ایک peaceful ایک خیرسگالی کا جو ایک میسج ہے وہ پوری دنیا میں ہم دیں گے۔تو مَیں چاہتی ہوں کہ آپ سب یکم جنوری کو پولی ٹیکنک کالج سریاب میں ہم لڑکیوں کا، فٹ بال میچ رکھنے جارہے ہیں۔مَیں تمام اراکین کو یہ کہوں گی کہ آپ سب ہمارا اُسمیں ساتھ دے دیں تاکہ ہم عوام کو۔

جناب اسپیکر: Ok, thank you.۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! پلیز میں آپ سے صرف دو منٹ لوں گی۔ ہمارا ساتھ بھی دیں کیونکہ ایک سریاب سے ہمیشہ ایک ایسا میسج جاتا ہے کہ دھرنوں کا میسج جارہا ہے اور especially بلوچ۔مَیں خود بھی بلوچ ہوں۔اور میرے دل میں ایک درد ہے کہ ہمارا جو بلوچ، ہماری بلوچ قوم ہے، ہمارا بلوچ بیلٹ ہے اُسے ہم نے develop کرنا ہے، وہاں کی یوتھ کو ہم نے engage کرنا ہے، اُنھیں سپورٹ بھی کرنا ہے۔اُنھیں promote بھی کرنا ہے۔یہاں مَیں پشتون جو بیلٹ ہے اُنھیں بلکہ مَیں سلام پیش کرتی ہوں کیونکہ جناب اسپیکر! آپ خود بھی ایک پٹھان ہیں۔ hard workers ہیں آپ لوگ۔آپ کاروباری لوگ ہیں۔کاروباری لوگ ہمیشہ peaceful-land چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ماحول پُرامن ہو۔

جناب اسپیکر: آپ میچ کا announcement نہ کریں۔آپ اپنی جو بات کرنی ہیں، وہ اُسکو مکمل کریں پلیز۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر! یہ چند باتیں بہت ضروری ہیں۔

جناب اسپیکر: جی جی آپ بات مکمل کریں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: اب یہاں مَیں ضرور یہ بات کی ذکر کروں گی کہ جس طریقے سے گورنمنٹ کی جانب سے بے نظیر اسکالرشپ کا پروگرام کا جو آغاز کیا گیا ہے، ہزاروں کی تعداد میں یوتھ کو engage کرکے اسکالرشپ دے کر تعلیم کی غرض سے صرف پاکستان کے institutes میں بلکہ باہر ممالک میں بھی بھیجا جائیگا۔اِس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! فرسٹ ٹائم آپ کو پتہ ہے کہ minorities جو ہیں ہمارے، وہ ہمیشہ آپ دیکھتے ہیں کہ اُنھیں sweeper کی نوکری پر رکھا جاتا ہے۔اب وزیراعلیٰ کی جانب سے minorities کے لئے اسکالرشپ کا اعلان ایک بہت بڑا اقدام ہے کہ اُنھیں اسکالرشپ دی جائے گی۔اور وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے وہ بھی آپ کو آفیسرز کی designation پر فرائض

ملیں گے۔ اِس کے ساتھ ساتھ میں ذکر کروں گی transgender کے بارے میں۔ آج تک کسی حکومت نے نہیں سوچھا، ہماری حکومت نے According to the vision of the Chief Minister یہ transgenders جوایک ایسا طبقہ ہے کہ بہت زیادہ ignored ہیں۔

جناب اسپیکر: ok, please.

محترمہ فرح عظیم شاہ: اُنکے لیے بھی اسکالرشپ کا انتظام کرنا میں سمجھتی ہوں کہ ایک بہت بڑا اقدام ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ آپ نے ہمیشہ وزیراعلیٰ کو سنا ہوگا کہ میرٹ کو ہم نے رائج کرنا ہیں۔ میں اپوزیشن کے اراکین کو بھی بلکہ یہ دعوت دوں گی کہ آپ آئیں، ہم سب ملکر کرپشن کی جنگ لڑیں اور کرپشن کا خاتمہ کریں گے۔ اور میرٹ کو بلوچستان میں رائج کریں گے۔ اور پلیز positivity کی طرف آئیں۔ اور گورنمنٹ کی جو positive steps ہیں اُسے بھی آپ پسند بھی کریں۔ اُنھیں آپ خراج تحسین بھی پیش کریں۔ اور اُسے یہاں ضرور آپ پبلک کے سامنے بھی رکھیں۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: Ok, thank you. آپ سب حضرات کیلئے ایک announcement ہے آپ سب کیلئے، پچھلے سیشن میں ہمارے اراکینِ اسمبلی نے بجلی کے متعلق بہت سارے شکایتیں کی تھیں۔ تو اب ہم کیسکو چیف کو طلب کررہے ہیں Monday والے دن۔ Monday والے دن 2 بجکر 15 منٹ میں اسمبلی میں آپ تمام حضرات کو بجلی سے متعلق وہ آپ کو بریفنگ دیں گے۔ آپ سب اراکین نے اِس میں حاضر ہونا ہے تقریباً۔

میر زابدعلی ریکی: بالکل ہم آئیں گے اور بلوچستان کے سارے عوام کو بھی لائیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں عوام کو نہیں لائیں آپ آجائیں۔

میر زابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اِس کی جو کارکردگی ہے شفقت صاحب کی، یہ اِس کی کارکردگی انشاء اللہ آپ کے سامنے ہوگی۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ٹھیک ہے، done, done, done.۔ جی اپنا دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ ہماری بہن نے بات کی میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن پر no opposition, no opposition۔ ہم سارے ایک ہیں بلوچستان میں ایجوکیشن، ہمیں ایجوکیشن چاہیئے لیکن صحیح ایجوکیشن چاہیئے۔ ہم کوشش کریں کہ جن ایریاز میں deficiencies زیادہ ہیں اُنکو focus کریں۔ جہاں جن جن ایریاز میں deficiencies کم ہیں اُن پر بھی focus کریں۔ سر! میری ایک ریکوئیسٹ ہے میرے دوست اصغر صاحب نے بات کی اور PD سسٹم پر میں آپ کو ایڈوانس میں کہتا ہوں کہ یہ اسکول کی بلڈنگز کالجز

اسکولز پرائمری مڈل ہائی اسکول اَپ گریڈیشن یہ مَیں آپ کو ایڈوانس میں ابھی کہتا ہوں بیشک آج کا دن آپ اپنے پاس آج کی ڈیٹ آپ لکھ لیں کہ یہ lapse ہوں گے یا نہیں ۔ اِس وجہ سے نہیں ہوں گے جناب! کہ یہاں سے جو کنٹریکٹر ہیں hire ہوں گے یہاں کوئٹہ سے ہوں گے کیونکہ PD اُنکے offices کوئٹہ میں ہیں۔ جناب! سب سے پہلا جو مسئلہ ہے وہاں land issues ہیں۔ وہاں کالج میں یا اسکول میں آپ الحمدُ للہ سرقبائلی ہیں آپ کو پتہ ہے کہ land issues کتنے ہوتے ہیں۔ PDs اگر کوئٹہ میں بیٹھے ہوں گے جناح ٹاؤن میں یا سروے میں اُنکے آفس ہوں گے وہاں تو کم ازکم آپ کے میرے ایریے کا بندہ نہیں پہنچ سکتا۔ میرے دوست نے جو point raise کیئے جو issues raise کیئے اورمَیں آپ کو ایڈوانس میں کہتا ہوں کہ اگر اس طرح جیسے ہمارے معزز دوست منسٹر میر شعیب جان نے کہا کہ جی یہ پی اینڈ ڈی کا ایشو ہے۔ سر! یہ پی اینڈ ڈی کا ایشو ہے، ہر دفعہ ایجوکیشن پر کیوں experiment کیا جاتا ہے بار بار ایجوکیشن پر experiment نہیں کریں ہم کسی اور طرف جائیں کہ ہمارے ڈسٹرکٹس میں XEN,SDO سب انجینئرز یا کلریکل اسٹاف اِنکو close کردیں جب ہر ڈسٹرکٹ میں XEN building بیٹھا ہوا ہے چھتیس ہیں تو چھتیس کو close کر کے PDs کو اُنکی جگہ بٹھا دیں۔ سر! PDs سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ ڈسٹرکٹس میں لاء اینڈ آرڈر کے issues ہیں۔ وہاں لوگ نہیں کر سکتے ہیں وہ جا ہی نہیں سکتے ہیں مَیں ایڈوانس میں کہتا ہوں کہ ہمارے PDs کو جو فنڈز دیئے گئے ہیں، یہ ایجوکیشن پر آپ یقین کریں مَیں ایڈوانس میں کہتا ہوں کہ یہ lapse ہوں گے۔

جناب اسپیکر: thank you یہ منسٹر پی اینڈ ڈی سے related ہے وہ جب آئیں گے۔ جی برکت صاحب۔

حاجی برکت علی رند(پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): جناب اسپیکر! میرے حلقے میں تقریباً 2018ء سے کھمبے لگے ہوئے ہیں وہ ابھی تک وہاں واپڈا نے ان کھمبوں کو اپنے چارج میں نہیں لیا ہے تا کہ ابھی تک وہاں پر منڈ۔۔۔

جناب اسپیکر: برکت! ہوگیا ہے۔ Monday کو ہم نے اُس کو بلایا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: سر! مَیں کھمبوں کا بتا رہا ہوں۔ ابھی ہمارے دشت کا علاقہ ہے وہاں بجلی کے کھمبے سارے چوری ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ point ٹھیک ہے لیکن آپ پہلے اپنی سیٹ پر آجائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: جناب! جو کھمبے ہیں ہمارے حلقے وہاں کے جو 2018ء سے اُن میں ابھی تک تار نہیں ہیں وہ سارے کھمبے چوری ہو رہے ہیں واپڈا والوں کے ساتھ مَیں گیا ہوں۔

جناب اسپیکر: پلیز.Please order in the House

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: 2018ء سے لے کر ابھی تک ٹھیکیدار نے اُسکو handover نہیں کیا ہے ٹھیکیدار سے مَیں نے بات کی ہے ٹھیکیدار کہتا ہے مَیں نے handover کیئے ہیں واپڈا والوں سے پوچھتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں handover نہیں کیئے ہیں۔ ابھی تک وہ connect نہیں ہوئے ہیں۔ ہمارے کھمبے بھی چوری ہورہے ہیں مند کے اور وہاں بجلی کے کھمبے ابھی تک لگے ہیں کچھ کھمبے چوری ہوئے ہیں ہم نے واپڈا والوں سے کہا کہتے ہیں کہ واپڈا والے اِنکو لینے کے لئے تیار نہیں ہیں مہربانی کر کے واپڈا والوں کو pressure دیں تاکہ اس معاملے کو حل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: done, done.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: اور دوسرا یہ ہے کہ اس وقت ہمارے علاقے میں پانچ گھنٹے بجلی دے رہے ہیں مند کے عوام ہم بالکل بل دینے کے لئے تیار ہیں مگر پانچ گھنٹے رات کو تین گھنٹے دن کو دو گھنٹے یہ کہاں کی جائز ہے؟ کم ازکم اس معاملے میں واپڈا کے چیف کو بلائیں اُن کو بولیں کہ بجلی کے مسئلے کو حل کریں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ Monday کو سوا دو بجے انشاءاللہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: سر! ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): جناب اسفندیار خان کاکڑ صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، میر لیاقت علی لہڑی صاحب اور انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: کیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: جی خیر جان صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اسپیکر صاحب! جس طرح کہ دوستوں نے بجلی کے بارے میں جو اس سسٹم کے بارے میں اپنی باتیں کی ہیں۔ میرا ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر یہ line departments in-function ہیں۔ وہ اپنا کام جو گورنمنٹ کے قواعد وضوابط ہیں اُن کے مطابق کام کر رہے ہیں تو اُس کی جگہ PD لگانے کی یہ concept کہاں سے آئی۔ ایک PD دس دس لاکھ، پندرہ پندرہ لاکھ روپے تنخواہ لیتا ہے یہ تو direrctly public

کا پیسہ ہم ضائع کررہے ہیں۔ اُس کی مراعات، اُس کے offices کے کرائے، جبکہ B&R ایک ایسا ڈپارٹمنٹ ہے آپ کے ہاں جس میں تمام تر انجینئرز موجود ہیں۔ یہ کام انجینئرز کا ہے لیکن ہم بہت ساری جگہوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ administrator, یہ administrative type کے لوگ آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: Leader of the opposition order پلیز، پلیز۔ order in the House. in the House.

جناب خیر جان بلوچ: اچھا! PD کا policy آپ دیکھیں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

جناب خیر جان بلوچ: آپ کو جب PD لگانے ہوتے ہیں اُس کے لئے گورنمنٹ آف بلوچستان کی ایک باقاعدہ ایک پالیسی ہے۔ آیا اُس پالیسی پر implementation ہو رہا ہے؟ قطعاً نہیں ہو رہا ہے۔ وزیراعلیٰ صرف ایک سوبیس دن کی بنیاد پر کسی کو وقتی طور پرایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے PD مقرر کرسکتا ہے لیکن ہم یہاں کیا دیکھتے ہیں نہ وہ قانون نہ وہ ضابطہ، دوبارہ اُسی کو خاموشی کے ساتھ یہ مَیں سمجھتا ہوں کچھ کرنے کی کسی کو اگر ایک طریقہ ہے اُسکے ذریعے اُسکو یہ دیا جاتا ہے۔ سر! good governance اِس طرح نہیں ہوتا اگر آپ چاہتے ہیں good governance ہو آپ چاہتے ہیں کہ عوام کا اعتماد بحال ہو، آپ چاہتے ہیں کرپشن نہ ہو، آپ چاہتے ہیں کہ چیزیں اپنے صحیح طریقے سے آگے بڑھیں، گورنمنٹ کی اُس میں خوش نامی ہو، عوام بھی اُس سے خوش ہوں، پھر طریقہ جو آئین وقانون آپ کو بتاتا ہے اُسے آپکو implement کرنا پڑے گا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ہمارے اسپیکر صاحب ہیں، جناب! آپ اس بارے میں رولنگ دے دیں۔ مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں فرض کریں میرا آواران ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

جناب خیر جان بلوچ: انتہائی پسماندہ علاقہ ہے وہاں پروگرام ہے. Awaran uplifting programme. جناب اُسکا PD کسی بھی قانون وضابطے کے برعکس اُنہوں نے لگا دیا ہے کسی بندے کو، ایسے بندے کو جس کے پاس چار چار charges ہیں ابھی بھی وہ deputy PD ہے نصیر آباد میرے خیال میں میڈیکل کالج کا۔ تو اُس نے جو آفس کھولا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں ہے کہ اُسکا آفس کہاں ہے۔ اچھا اُس نے آپ سنیں سر وہ مَیں نے written میں بھی دیئے ہیں آپ کو بھی دیئے تھے۔ آپ کو یاد ہے مَیں نے تمام تر پلندہ آپ کو دیا تھا۔ اب حال یہ ہے کہ اسمبلی میں بھی کہوں، ثبوت بھی دے دو، وزیراعلیٰ صاحب کو بھی دے دو، لیکن کوئی ایکشن نہ ہو۔ اچھا اُس نے کیا کیا ہے سر! گاڑی بعد میں لیا fuel کے پیسے پہلے نکال لئے۔ سر! ایسا جب طریقہ کار ہوگا ایسے PDs آئیں گے تو اُس سے کیا ہوگا؟ یہ میرا نقصان نہیں ہے

یہ بلوچستان کے عوام کا نقصان ہے۔ مَیں بلوچستان کے عوام کا نمائندہ ہوں۔ بلوچستان کے عوام کے حقوق کا دفاع کرنا میرا فرض ہے۔ مَیں کسی کی ذات کے خلاف نہیں ہوں۔ مَیں کسی کی ذات کو یہ نہیں کہنا چاہتا ہوں لیکن نشاندہی کرنا میرا فرض ہے۔ باقی implementation کے لئے گورنمنٹ جائے یہ اُسکا فرض ہے۔

جناب اسپیکر: ok. اچھا اس طرح ہے خیر جان صاحب! یہ مکمل کریں۔

جناب خیر جان بلوچ: جناب! جو جس چیز کا ماہر ہے اُسکو دے دیں۔ سر! ایک اور بات مَیں آپ کے ذہن میں لانا چاہتا ہوں۔ 2013ء میں میرے ہاں آواران میں زلزلہ آیا وہاں ہاؤس کنسٹرکشنز کا وہ ایک بنا، وہ ہے سعودی گورنمنٹ کی طرف سے ہاؤس کنسٹرکشن آواران۔ حال ہی میں اُس کے PD کو بغیر کسی جواز کے نکالا۔ اچھا کیا گیا، ڈپٹی کمشنر کو چارج دے دیا۔ اب سعودی گورنمنٹ انکاری ہے۔ گورنمنٹ آفس والے انکاری ہیں کیوں؟ کہ گورنمنٹ آف پاکستان اور سعودی گورنمنٹ مل کے ایک ایگریمنٹ کیا تھا۔ جب تک پروجیکٹ completion کی طرف نہیں جائے گا اُسکا PD change نہیں ہوگا۔ تین ہزار گھر بن گئے ان کے پیسے پائپ لائن میں ہیں وہ کام رک گیا نقصان کس کا ہوا؟ عوام کا۔ تو ایسی چیزوں کو ایسے issues کو ہم اگر highlight نہیں کریں گے۔ مجھے اِس بات کا کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اُس کو چارج ملے یا نہ ملے مَیں کہتا ہوں کہ عوام کو جو نقصان ہو رہا ہے یہ تین ہزار گھر اسکے پیسے سعودی گورنمنٹ دے رہا ہے آپ نہیں دے رہے ہیں اُن کی ثواب دید پر ہے جب آپ اُسکے ساتھ ایگریمنٹ کرتے ہو پھر اُس سے مُکر جاتے ہو تو پھر حالت کیا ہوگی سر؟

جناب اسپیکر: آپ کا یہ سوال it looks like based on facts and realities کے اوپر ہے۔ آپ اس کو question کی صورت میں لے آئیں تاکہ منسٹر پی اینڈ ڈی اس پر جواب دیں۔

جناب خیر جان بلوچ: جی جی۔ جناب اسپیکر! مَیں نے وزیر اعلیٰ کو written میں دیا ہے مَیں نے CS کو written میں دیا ہے مَیں نے ACS کو written میں دے دیا ہے۔ مَیں نے یہاں اُٹھایا ہے، اُس نے کہا کہ آپ کے پاس ریکارڈ ہے لائیں مَیں نے آپ کو ریکارڈ دیا۔ آپ نے کہا کہ مَیں سی ایم صاحب سے بات کروں گا آج تک کچھ بھی اُس پر نہیں ہوا۔ یہ میری آخری مجبوری ہے کہ مَیں ہائی کورٹ میں CP لگا دوں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! اِسکا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ نے خود اس کو pursue کرنا ہوتا ہے۔

جناب خیر جان بلوچ: سر! آپ رولنگ دے دیں۔ آپ ہمارے اسپیکر ہیں آپ ہماری چھت ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ میرا کام نہیں ہے آپ نے اس کو نے pursue کرنا ہوتا ہے concerned minister کے پاس چیف سیکرٹری کے پاس پھر finally چیف منسٹر کے پاس۔ اگر آپ کی شکایت کا ازالہ وہاں نہیں ہوتا تو آپ اس

کودوبارہ لے آسکتے ہیں آپ پر کوئی پابندی تو نہیں ہے۔آپ اس کو دوبارہ لے آئیں۔

وزیرخزانہ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: منسٹر فنانس کو ذرا reply کرنے دیں۔

وزیرخزانہ: جناب اسپیکر! میرے دوست جس PD کا ذکر کررہے ہیں، وہ معلومات مجھے بھی اس معاملے کی ہیں۔تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ، ایک تجویز ہے کہ اگر مَیں اور خیر جان صاحب سی ایم صاحب سے ملیں۔کیونکہ PD لگانا یہ سی ایم صاحب کا اختیار ہوتا ہے۔تو اُن کے ساتھ بیٹھ کر بات کرکے اُن کو convince کریں گے۔خیر جان! آپ سے عرض ہے کچھ ایسی misunderstandings ہوگئی تھیں جن کو clarify کرنا ضروری ہے تو میرے خیال سے مَیں اور خیر جان صاحب سی ایم صاحب سے بات کریں تو اچھا ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں یہ بہترین solution ہے اِس کا۔آپ بیٹھیں ناں آپ منسٹر فنانس کے ساتھ سی ایم صاحب کے ساتھ ملیں۔اور پھر بھی اگر آپ مطمئن نہیں ہوتے تو پھر اس پر آگے دیکھتے ہیں۔جی

قائدحزب اختلاف: مَیں صرف دومنٹ لوں گا۔یہ PD سسٹم جو واقعی جو میرے دوستوں نے PD کا مسئلہ اُٹھایا تھا۔ایک PD سے میرا بھی واسطہ پڑا ہوا ہے۔جھالاوان میڈیکل کالج کا جو PD لگایا گیا ہے، وہ ایک پلاننگ آفیسر کو لگایا ہے۔B-17 کا ہے اور چھ ارب روپے کا پروجیکٹ ہے، 6ارب روپے کا پروجیکٹ ہے اور ایک 17 گریڈ کے ایک PD کے ہاتھ میں وہ بھی لوکل گورنمنٹ سے جس کا تعلق ہے۔اُسکو دیا گیا ہے 2014ء سے ہمارا پروجیکٹ شروع ہوگیا ہے آج تک اُس پر ایک اینٹ بھی نہیں رکھی ہے اور ڈیڑھ ارب روپے اس پر پیمنٹ ہو چکے ہیں آج تک۔

جناب اسپیکر: وہ ریلیز ز ہیں اُس کی؟

قائدحزب اختلاف: جی۔

جناب اسپیکر: releases ہوئے ہیں اُن کو؟

قائدحزب اختلاف: ڈیڑھ ارب روپے اس پر پیمنٹ کردیے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔مَیں نے اُس دن بھی کہا تھا آج PDs کا حال تو یہ ہے۔اب آپ دیکھیں سر! ایک ڈیپارٹمنٹ بنتا ہے اُس کا سب انجینئر، اسکے بعد SDO اسکے بعد SC اسکے بعد چیف انجینئر اور چیف انجینئر کے بعد سیکرٹری ہوتا ہے۔وہ اس لئے ان کو رکھا جاتا ہے کہ اگر ایک سے غلطی ہوتی ہے تو دوسرا تیسرا اور چوتھا اور پانچواں، ورنہ کیا ضرورت ہے۔اگر ایک ایس ڈی او کو بٹھایا جائے باقی سب کو فارغ کردیں۔XEN اور چیف انجینئر کی بھی ضرورت نہیں ہے دوسروں کی بھی ضرورت نہیں ہے ایک ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ بنا ہوا ہے سی اینڈ ڈبلیو کی شکل میں بلڈنگز روڈز کے لئے ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے ایریگیشن اپنا کام کررہا پی ایچ اِی اپنا

کام کر رہا ہے دوسرے ڈیپارٹمنٹس۔ اُن میں اتنی پوسٹیں اسلئے رکھی گئی ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ 2013ء کے پروجیکٹ ہیں؟

قائد حزب اختلاف: یہ 2015ء کا ہے۔ مَیں نے پہلے بھی اُٹھایا تھا، کل بھی میری میٹنگ پی اینڈ ڈی سے ہوئی ہے۔ آج تک اُس PD کا کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ PD زورآور ہے۔ اور 17 گریڈ کا PD کو لگایا گیا ہے، پوچھنے والا کون ہے آج مجھے فنانس منسٹر صاحب بتادیں۔ کیا کر سکتے ہیں اُس میں؟

جناب اسپیکر: میرے خیال میں اس tenure میں جھالاوان کا ہی چیف منسٹر تھا۔

قائد حزب اختلاف: مَیں یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ PD system جب تک، کیونکہ یہ ایک کھانچہ لگانے کا ایک سسٹم ہے۔ یہ ایک اور بنایا ہے کہ جی اس سے ہم نے کیا لینا دینا ہے یہ کرپشن کا ایک اور بازار گرم ہے جو PD system ہے۔ تو میری درخواست یہ ہے کہ اگر آپ ووٹنگ کر دیں کہ PD system ختم کیا جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں ووٹنگ نہیں کرینگے۔ اس کو proper طریقے سے take up کریں گے۔ جی تشریف رکھیں۔ آپ کس حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں یہ نہیں ہے کہ ہم ایک ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہے ہیں کہ ہیلتھ ہے، ایجوکیشن ہے۔ آپ تمام ڈیپارٹمنٹس اُٹھالیں۔ ایگریکلچر ہو، اریگیشن ہو، پی ایچ ای ہو، سی اینڈ ڈبلیو ہو بلڈنگ ہو کوئی بھی ہو۔ ان سے ہٹ کے کہیں بھی آپ نے PD لگایا ہو جناب اسپیکر صاحب! وہاں نقصان ہوا ہے وہاں rate revised ہوئے ہیں، وہاں PC-1 revised ہوا ہے وہ کام مکمل نہیں ہوا ہے۔ پورا بلوچستان ہے۔ اگر ہم ایجوکیشن کی مثال دے رہے ہیں۔ اب چمن کہاں ہے اور گوادر کہاں ہے PD ایک ہوگا۔ اب ژوب کہاں ہے اور ڈیرہ مراد جمالی کہاں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس سے اچھا ہے کہ کھلے عام کھاتہ دے دیں جس نے جو کرنا ہے کر لیں۔ کوئٹہ پیکج آپ اُٹھالیں دربدر ہے۔ میرے ساتھ حاجی ولی نورزئی اور علی مدد جتک صاحب گئے تھے جتنے بھی کوئٹہ کے ایم پی ایز تھے۔ ان کو مَیں نے دعوت دی تھی۔ رحمت بلوچ صاحب گئے تھے کہ آپ آئیں۔

(خاموشی۔ آذان عصر)

جناب اسپیکر: اچھا اِس طرح ہے ابھی آپ کو ایک اور چیز۔ اب یہ ہوگئی ہے آپ کے نوٹس میں آ گئی ہے۔ مہربانی۔ اچھا اِس طرح یہ ہے کہ میرے کچھ دوست ممبر حضرات آئے تھے۔ آج میرے چیمبر میں۔ اُن کے کچھ خدشات تھے اُنکو ہماری کمیٹی بلاک کے حوالے سے۔ تو سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کو مَیں بلا رہا ہوں 31 تاریخ کو منگل کے دن۔ آپ جن جن حضرات کو اِس حوالے سے خدشات ہیں وہ پھر اُس میٹنگ میں ہم آپ کو اطلاع بھی کریں گے آپ، بریفنگ بھی

دیں گے، آپ کو انشاءاللہ سارے بتا دیں گے، ایک بجے منگل والے دن۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 30 دسمبر 2024 بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 04 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆